# نفس مطمئنہ کے بارے امام رازی اور جمہور مفسرین کے اقوال کا جائزہ

# An Analysis of Imam Razi's and mainstream interpreters' exegeses of Serene Soul

DOI: 10.5281/zenodo.8309685

*Saifullah Kahalil Al-Azhari
**Inam ur Rehman

***Abstract***

*Imam Rāzi enjoys a celebrated position amongst the galaxy of scholars and is considered a master of all sciences of his time. His tafsīr work Mafātīḥ al Ghayb The Keys to the unknown is considered an encyclopedia in the field of Islamic studies generally and in the field of tafsīr particularly. There is various interpretation of Serene Soul mentioned in Surah Al-Fajr, but Imam Razi deliberation of it is very clear and logical. On the other hand, mainstream interpreters' some exegeses of serene soul is not logical, the reason is that many of them narrate from Tabari whose Tafsir is full of invalid points.*

*Key words: The present article discusses Imam Razi's and mainstream interpreters' exegeses of Serene Soul.*

## تمہید :

اللہ کا قول: يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ 27 ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً 28

ترجمہ: البتہ نیک لوگوں سے کہا جائے گا کہ اے وہ جان جو اللہ کی اطاعت میں چین پا چکی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حالت کو بیان کر لیا جو دنیا سے مطمئن تھے اب ان لوگوں کی حالت کو بیان کر رہے ہیں جو اللہ کی معرفت اور بندگی سے مطمئن ہیں فرمایا : يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ اور اس میں چند مسائل ہیں :

پہلا مسئلہ : اس کلام کی تقدیر ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن سے کہیں گے : اے نفس تو یا تو اس سے گفتگو اس کے اعزاز کے طور پر کریں گے جیسا کہ موسی علیہ السلام سے گفتگو کی، یا فرشتوں کی زبانی گفتگو کریں گے، قفال کہتے ہیں : یہ اگرچہ ظاہر میں امر ہے لیکن معنی کے اعتبار سے خبر ہے، اور تقدیر ہے: کہ نفس جب مطمئن ہو گا تو اللہ کی طرف رجوع کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: فَادْخُلِي فِي عِبَادِي 29 وَادْخُلِي جَنَّتِي 30 فرمایا کہ امر کا خبر کے معنی میں آنا اہل عرب کے کلام میں بکثرت ہوتا ہے۔

پہلا مسئلہ: اس کلام کی تقدیر ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن سے کہیں گے: اے نفس تو یا تو اس سے گفتگو اس کے اعزاز کے

..................................

*Lecturer Department of Islamiyat University of Peshawar
**Ph.D. Scholar, Department of Islamyat, University of Peshawar

طور پر کریں گے جیسا کہ موسی علیہ السلام سے گفتگو کی، یا فرشتوں کی زبانی گفتگو کریں گے، قفال کہتے ہیں : یہ اگرچہ ظاہر میں امر ہے لیکن معنی کے اعتبار سے خبر ہے، اور تقدیر ہے: کہ نفس جب مطمئن ہو گا تو اللہ کی طرف رجوع کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: فَادْخُلِي فِي عِبَادِي [29] وَادْخُلِي جَنَّتِي [30] فرمایا کہ امر کا خبر کے معنی میں آنا اہل عرب کے کلام میں بکثرت ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: اطمئنان وہ ٹھہر جانا اور ثابت قدم رہنا، اور اس ٹھہرنے کی کیفیت میں چند اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ نفس حق پر یقین رکھنے والا ہو گا، تو اس کو کوئی شک خلجان میں مبتلا نہیں کرے گا، اور یہی اللہ کے قول وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي [1] سے مراد ہے۔

دوسرا قول: نفس مامون کہ جس کو کوئی خوف اور غم لاحق نہیں ہو گا اور ابی ابن کعب کی قراءت: "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الآمِنَةُ الْمُطْمَئِنَّةُ "[2] اس تفسیر کی دلیل ہو گی، اور یہ خاصہ موت کے وقت اللہ کا قول: " أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ [3] سننے کے وقت حاصل ہو گا اور بعث کے وقت حاصل ہو گا اور جنت میں داخل ہوتے وقت لا محالہ حاصل ہو گا۔

تیسرا قول: اور یہ عقلی حقائق کے مطابق تاویل ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن اور برہان دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اطمینان اللہ کے ذکر ہی سے حاصل ہو گا، رہا قرآن تو اللہ کا قول: "أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ [28] [4] ہے، اور رہی عقلی دلیل تو دو طریقے سے ہے پہلی یہ کہ قوت عاقلہ جب اسباب اور مسببات کے سلسلے میں ترقی کرنے لگتی ہے تو جب جب ایک ایسے سبب تک پہنچتی ہے جو ممکن لذاتہ ہوتا ہے تو عقل اس سے دوسرے سبب کا مطالبہ کرتی ہے، تو عقل اس کے پاس نہیں رکتی، بلکہ مسلسل ہر چیز سے اس سے اعلی کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اس ترقی میں واجب الوجود لذاتہ تک پہنچ جاتی ہے جو ضرورتوں کو ختم کرنے والے ہیں. اور ضرورتوں کے منتہی ہیں، تو جب ضرورت اس سے پہلے رک جاتی ہے تو عقل بھی وہاں رک جاتی ہے اور مطمئن ہو جاتی ہے اور اس سے دوسری طرف منتقل نہیں ہوتی ہے، تو اب جب جب قوت عاقلہ کسی ممکن کی طرف دیکھے گی اور اس کی طرف متوجہ ہو گی، محال ہے کہ اس کے پاس ٹھہر جائے اور جب واجب الوجود کے جلال کی طرف دیکھے گی اور یہ جان لے گی کہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہے تو محال ہے کہ اس سے منتقل ہو، تو ثابت ہوا کہ اطمئنان واجب الوجود کے ذکر ہی سے حاصل ہو گا، دوسرے یہ کہ بندے کی حاجتیں غیر متناہی ہیں اور جو کچھ اللہ کے ماسوا ہے تو وہ بقاء اور قوت میں متناہی ہیں مگر اللہ کے مدد پہنچانے کے ذریعے، اور غیر متناہی متناہی پر مجبور نہیں ہوتا، لہذا بندے کی اس ضرورت کے مقابلے میں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے

اللہ کا وہ کمال ضروری ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے، یہاں تک کہ ٹھہراؤ حاصل ہو جائے، تو ثابت ہوا کہ ہر وہ شخص جس نے اللہ کی معرفت کو ایسی چیز کی وجہ سے نہیں جو اللہ کا غیر ہے ترجیح دی تو وہ غیر مطمئن ہو گا، اور اس کا نفس نفس مطمئنہ نہیں ہو گا، بہر حال جس نے اللہ کی معرفت کو اس کے علاوہ کسی چیز کی وجہ سے ترجیح دی تو اس کا نفس وہ نفس مطمئنہ ہے، اور جو بھی ایسا ہو گا اس کو اللہ سے انسیت ہو گی، اللہ کی طرف جانے کا شوق ہو گا، اور وہ اللہ کے ساتھ باقی رہے گا اور اس کی اللہ کے ساتھ گفتگو ہو گی، اسی لیے اس کے دنیا سے جدا ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے قول: ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً سے خطاب فرمائیں گے، اور یہ ایسی بات ہے کہ انسان اس سے نفع اسی وقت اٹھائے گا جب وہ فکر الٰہی کی قوت میں کامل ہو یا بالکل اکیلا اور تنہا ہو.

تیسرا مسئلہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مطلق نفس کا ذکر کیا فرمایا: وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا[5]، اور فرمایا: تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ[6] اور فرمایا: مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[7]، اور کبھی اس کو اس کے ساتھ متصف کیا کہ وہ بکثرت برائی کا حکم دینے والا ہے، فرمایا: " وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ[8] اور کبھی اس کو لوامہ ہونے کے ساتھ متصف فرمایا، ارشاد فرمایا:" وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ[9]، اور کبھی اس کے مطمئنہ ہونے کے ساتھ متصف فرمایا جیسا کہ اس آیت میں ہے. اور جان لو کہ تمہاری ذات اور تمہاری حقیقت اور وہ ہے جس کی طرف تم اپنے قول " اَنا" سے اشارہ کرتے ہو، جس وقت تم اپنے نفس کے بارے میں اپنے اس قول سے خبر دیتے ہو، میں نے کیا، میں نے دیکھا، میں نے سنا، میں نے غصہ کیا، میں نے خواہش کی، میں نے خیال کیا، اور میں نے یاد کیا. مگر یہ کہ اس اشارے کا مشار الیہ دو وجہ سے یہ ڈھانچہ نہیں ہے: پہلی وجہ: یہ ہے کہ تمہارے قول " اَنا" کا مشار الیہ کبھی معلوم ہوتا ہے اس حالت میں جب کہ یہ مخصوص ڈھانچہ معلوم نہیں ہوتا ہے، اور معلوم غیر معلوم کا غیر ہے. دوسری وجہ: یہ ہے کہ اس ڈھانچہ کے اجزا تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور تمہارے قول: " اَنا" کا مشار الیہ تبدیل نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ میں بدیہی طور پر جانتا ہوں کہ میں وہی ہوں جو آج سے بیس سال پہلے موجود تھا، اور بدلنے والا نہ بدلنے والے کا غیر ہوتا ہے، تو اس وقت نفس اس ڈھانچہ کا نام نہیں ہو گا، اور تم کہتے ہو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نفس جسم نہیں ہے؛ اس لیے کہ ہم اس کے قول:" اَنا" کے مشار الیہ کو جانتے ہیں اس حالت میں جب کہ میں میں اس جسم سے غافل ہوں جو اس کی حقیقت ہے، جو طول عرض اور عمق میں چلنے والے حیز کے ساتھ خاص ہے. اور معلوم اس کے مغایر ہے جو معلوم نہیں ہے، اور نفس کے ساتھ معارضہ کا جواب ہماری کتاب میں مذکور ہے جو لباب الاِشارات کے نام سے موسوم ہے، اور دوسرے لوگ کہتے ہیں؛ بلکہ وہ جسمانی باریک،

صاف، عنصری اجسام کی مشابہت سے دور، نورانی، سماوی اور ان سفلی اجسام کی ماہیت کے مخالف ایک جوہر ہے تو جب اس بھاری بدن کے ساتھ مل جاتا ہے تو بدن زندہ ہو جاتا ہے اور اگر اس سے جدا ہوتا ہے تو بدن مردہ ہو جاتا ہے، اور پہلے معنی کے اعتبار سے اس کو آنے اور لوٹنے کے ساتھ متصف کرنا تدبیر اور ترک کے معنی میں ہو گا، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے یہ وصف حقیقی ہو گا.

چوتھا مسئلہ: بعض قدیم حضرات کا خیال ہے کہ نفوس ازلی ہیں، اور انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا، اور وہ اللہ کا قول:" ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ ہے، کیوں کہ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ وہ اس بدن سے پہلے موجود تھا. اور جان لو کہ یہ کلام اس پر متفرع ہوتا ہے کہ یہ خطاب کب پایا جائے گا؟ اس سلسلے میں دو قول ہیں: پہلا قول یہ موت کے وقت پایا جائے گا، اور یہاں ارواح کے اجسام پر مقدم ہونے کے قائلین کی دلیل مضبوط ہو گی، مگر یہ کہ ان کے ان پر مقدم ہونے سے ان کا قدیم ہونا لازم نہیں ہے. دوسرا قول: یہ بعث اور قیامت کے وقت پایا جائے گا، مطلب ہے: کہ اپنے رب کے ثواب کی طرف لوٹو اور میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ، یعنی اس جسم میں داخل ہو جاؤ جس سے تم نکلی تھی.

پانچواں مسئلہ: فرقہ مجسمہ نے اللہ کے قول:" اِلی ربک" سے استدلال کیا ہے اور کلمہ اِلی غایت کی انتہا کے لیے ہے، اس کا جواب ہے اِلی حکم ربک، یا اِلی ثواب ربک یا اِلی اِحسان ربک. اور عقلی قاعدے جس کو ہم نے ثابت کیا ہے پر متفرع حقیقی جواب یہ ہے کہ قوت عقلیہ اپنی عقلی رفتار سے ایک موجود سے دوسرے موجود اور ایک سبب سے دوسرے سبب کی طرف ترقی کرتی ہے، یہاں تک کہ واجب الوجود کی ذات تک پہنچ جاتی ہے، تو وہاں غایات کی انتہا اور حرکتوں کا انقطاع ہے، رہا اللہ کا قول رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً تو معنی ہے کہ ثواب پر راضی ہو کر اور اپنی طرف سے ان اعمال میں خوش ہو کر جن کو تم نے دنیا میں کیا، اور اس تفسیر کے صحیح ہونے پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان آیات کی تلاوت کی، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہی اچھا ہے یہ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سنو تم سے یہ بات فرشتہ کہے گا.[10]

اللہ کا قول: فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي اور اس میں دو مسئلے ہیں: پہلا مسئلہ کہا گیا ہے کہ یہ حمزہ بن عبد المطلب کے بارے میں نازل ہوئی، ایک قول ہے کہ خُبَیْبِ بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جن کو اہل مکہ نے سولی پر چڑھا دیا تھا، اور ان کا چہرہ مدینہ کی طرف کر دیا تھا، فرمایا اے اللہ اگر آپ کے پاس میرے لیے خیر ہو تو میرا چہرہ اپنے شہر کی طرف پھیر دے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کا چہرہ اس کی طرف پھیر دیا، تو کوئی بھی اس کو پھیر نہیں سکا[11]، اور آپ جانتے ہیں اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ خصوص سبب کا.

دوسرا مسئلہ: اللہ کا قول:" فَادْخُلِي فِي عِبَادِي یعنی میرے مقرب بندوں کے ساتھ مل جاؤ، اور یہ مشرف حالت

ہے، اور یہ اس لیے کہ شریف قدسی ارواح صاف کیے ہوئے آئینے کی طرح ہوتی ہیں، جب بعض بعض سے ملتی ہیں تو آپس میں اس کی حالت اس حالت کے مشابہ ہوتی ہے جو شعاؤں کو بعض کو بعض پر عکس ڈالنے سے صاف کیے ہوئے آئینے کے تقابل کے وقت حاصل ہوتی ہے. تو ان میں سے ہر ایک میں وہ تمام چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو ان تمام میں ظاہر ہوتی ہیں، خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ ملنا ان سعادتوں کے مکمل ہونے اور ان روحانی درجات کے بڑے ہونے کا سبب ہوگا، اور یہی اللہ کے قول: وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ , فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ [12]، اور یہ روحانی سعادت ہے، پھر فرمایا : وَادْخُلِي جَنَّتِي اور یہ جسمانی سعادت کی طرف اشارہ ہے، اور جب روحانی جنت نیک لوگوں کے حق میں موت سے بعد میں نہیں ہوتی ہے تو اسی لیے فرمایا : فَادْخُلِي فِي عِبَادِي تو فاء تعقیب کا ذکر کیا، اور جب جسمانی جنت میں کامیابی قیامت کبری کے قائم ہونے کے بعد ہی ہوگی تو اسی لیے فرمایا : وَادْخُلِي جَنَّتِي تو اس کو واو کے ساتھ ذکر کیا نہ کہ فاء کے ساتھ.[13]

**خلاصہ اور جائزہ:** نفس مطمئنہ کے بارے میں امام رازی کے اقوال کا خلاصہ:

1 - اللہ کی معرفت اور بندگی سے مطمئن نفس

2 - نفس مامون کہ جس کو کوئی خوف اور غم لاحق نہیں ہوگا

3 - ذکر اللہ کے ذریعے مطمئن نفس

امام رازی نے نفس مطمئنہ کے بارے میں جو اقوال ذکر کئے ہیں، سب مبنی بر دلیل ہیں اور عقل بھی اس کو تسلیم کرتا ہے، البتہ جن مفسرین نے اس ضمن میں نفس مطمئنہ کی تفسیر النفس التي أيقنت أن الله ربها " وہ نفس جسکو اللہ کی ربوبیت کا یقین ہو جائے" [14] درست نہیں، اس لئے کہ مفہوم مخالف اس کا یہ ہے کہ پہلے ان کو یقین نہیں تھا، کیونکہ شک اور تردد کے ہوتے ہوئے ایمان قابل قبول نہیں، اس لئے کہ ایمان تو پختہ یقین اور اعتقاد کا نام ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، اگر کوئی اس وجہ سے ایمان لائے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعی معبود ہو تو آخرت میں نجات مل جائے گی تو یہ اعتقاد قابل قبول نہیں۔

البتہ جنہوں نے نفس مطمئنہ کی تفسیر" وہ مطمئن نفس جسکو جنت کی بشارت ملے" [15] سے کی ہے درست ہے۔ لیکن سوال یہ کہ یہ بشارت ان کو کب ملے گی؟ بعض نے صرف موت کے وقت کے ساتھ خاص کیا ہے جو درست نہیں جبکہ بعض نے اس کو موت کے وقت کے علاوہ حشر و نشر اور حساب کتاب سب اوقات پر اطلاق جائز قرار دیا ہے،[16].

الحواشی

---

1 -البقرۃ: ۲۶۰

2- تفسیر الطبری395/24

3 فصلت: ۳۰

4 الرعد: ۲۸

5الشمس: ۷

6المائدۃ: ۱۱۶

7السجدۃ: ۱۷

8یوسف: ۵۳

9القیامۃ: ۲

10 تفسیر الطبری24/ ۴۲۴

11 تفسیر مقاتل بن سلیمان ۲۹۲/۴

12الواقعۃ: ۹۰ - ۹۱

13 تفسیر کبیر 162/31

14 تفسیر الطبری24/ ۴۲۴

15 تفسیر القشیری728/3

16 تفسیر الطبری24/ ۴۲۴

1 - القرآن الکریم

Al-Quran Al-Karim

2 - امام رازی، تفسیر کبیر = مفاتیح الغیب، ناشر: دار إحیاء التراث العربی–بیروت 1420 ھ

Imam Razi,Tafseer Kabir=Mafateeh ul Ghaib,Nashir Dar Ihya Al-turas al-arabi,Berot 1420H

3 - ابو جعفر الطبری، تفسیر الطبری = جامع البیان فی تأویل القرآن، تحقیق: احمد محمد شاکر، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 2000 م

Abu Jafar Al-tabari, Tafseer Al-Tabari=Jame Ul Bayan fi Taweel Al Quran,Tahqeeq Ahmad Muhammad Shakir,Nashir Muassasa al-risala,Berot 2000

4 - امام قشیری، لطائف الاشارات = تفسیر القشیری، تحقیق: إبراہیم البسیونی، ناشر: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب –مصر

Imam Qeeshari, Lataif ul Isharat=Tafseer Al-Qeeshari, Tahqeeq Ibrahim al-sebeoni,Nashir Al-haiato al-ama lil kitab,Misar

5 - مقاتل بن سلیمان، تفسیر مقاتل بن سلیمان، تحقیق: عبد اللہ محمود شحاتہ، ناشر: دار إحیاء التراث – بیروت 1423 ھ

Muqatil Bin Sulaiman,Tafseer Muqatil Bin Sulaiman,Tahqeeeq Abdullah Mahmood,Nashir Dar Ihya al-turas-Berot 1423H